موجِ غزل
کتابی سلسلہ نمبر ۲۱۴
موجِ غزل

فیس بک عالمی ادبی موجِ غزل ''منفرد ردیف رنگ'' کے تحت کرونا کے پس منظر میں منعقدہ مشاعرہ نمبر ''۲۱۴'' بتاریخ ۲۳ مئی ۲۰۲۰ء پر مبنی برقی کتاب

موجِ غزل

گروپ منتظمین:

ہاشم علی خان ہمدم
نوید ظفر کیانی
روبینہ شاہین بینا
نادیہ سحر
قدسیہ ظہور

مرتبہ:

نوید ظفر کیانی

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام

mudeer.ai.new@gmail.com

Hasham Ali Khan Hamdam

Admin · May 23 at 11:58 AM

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

موجِ غزل مشاعرہ نمبر214

------------------------------ ... See More

23 · 528 Comments 1 Share

 Like · · Share

View previous comments · 2 of 218

Dilshad Nasim

یکجا اشعار ۔

بڑھ جائیں گے جہاں کے مسائل وبا کے بعد ...See More

Like · Reply · 3d

Hasham Ali Khan Hamdam replied · 4 Replies

Rubina Shaheen

مشتری ہوشیار باش

کتاب کا نام	موجِ غزل کتابی سلسلہ نمبر ۲۱۴۔
تدوین و تصنیف	نوید ظفر کیانی۔
وضاحت	فیس بک عالمی ادبی گروپ موجِ غزل کے "منفرد ردیف" رنگ کے تحت منعقدہ مشاعرہ نمبر ۲۱۷ بتاریخ ۲۳ مئی ۲۰۲۰ء پر مبنی برقی کتاب، جس کا اہتمام کرونا کی وبا کے پسِ منظر میں کیا گیا۔ شعراء کی فہرست اُن کے ناموں کی "حروفِ تہجی" کی ترتیب سے مرتب کی گئی ہے۔
کاپی رائٹ	جملہ حقوق بحقِ منتظمینِ موجِ غزل محفوظ۔
اجازت	اس کتاب کو حوالہ جات یا غیر کاروباری نقطۂ نظر سے استعمال کیا جا سکتا ہے یا اس کا اشتراک کیا جا سکتا ہے تاہم اس میں کسی قسم کی کانٹ چھانٹ یا اس کی شکل تبدیل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اِس کے لئے گروپ منتظم کی پیشگی اجازت ضروری ہے۔
منتظمین	ہاشم علی خان ہمدم، نوید ظفر کیانی، روبینہ شاہین بینا، قدسیہ ظہور، نادیہ سحر۔
صفحات	۳۰
سالِ اشاعت	۲۰۲۰ء
پبلشر	مکتبۂ ارمغانِ ابتسام۔
ویب سائٹ	http://archive.org/details/@nzkiani
فیس بک	http://www.facebook.com/groups/1736109056634616
برقی ڈاک	mudeer.ai.new@gmail.com

فہرست

پیش رس

القارعہ ! یہ جبر ، قیامت سے کم نہیں
بے چہرگی میں صبر ، قیامت سے کم نہیں
نادیدگی کا خوف مسلط ہے ذہن پر
ہمدم وبائے عصر ، قیامت سے کم نہیں

اللہ تعالی اس کائنات کا خالق و مالک ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے۔ ازل سے انسان زندگی کے نشیب و فراز سے گزرتا ہوا مسافر ہے۔ زندگی کے سفر میں قدرتی آفات نے سماجی ماحول اور تہذیب پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ قدرتی آفات زلزلہ، طوفان، سیلاب، سونامی، آسمانی بجلی، بارش، آگ اور مختلف بیماریوں کی وبائی صورت میں انسان کو آزمائش میں مبتلا رکھتی ہیں۔ نافرمان قوموں پر عذاب اور اللہ کی فرماں بردار قوموں پر آزمائش آتی ہے۔ اس آزمائش میں اللہ کی ذات پر کامل ایمان اور خداداد عقل و شعور سے تدابیر اختیار کرتے ہوئے زمانہ تہذیبی ترقی کا اگلا قدم اٹھاتا ہے۔ وبائی دور انتہائی کٹھن اور صبر آزما ہوتا ہے جس میں انسانی اقدار اور سماجی، معاشرتی، نفسیاتی اور اخلاقی رویے ظاہر ہوتے ہیں۔ انسانی ہمدردی اور اخوت سے عالمی مساوات کا نظریہ وجود پاتا ہے۔

کورونا وائرس سے پھیلنے والی بیماری Covid-19 بھی ایک وبائی مرض ہے جس کا آغاز ۲۰۱۹ء کے اخیر میں ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ۲۱۰ ممالک اس کی لپیٹ میں آ گئے۔ انسان سے انسان تک سانس اور چھونے سے پھیلنے والی اس بیماری کا تاحال علاج ممکن نہ ہو سکا۔ اس کا واحد علاج گھل مل کر رہنے والے سماجی انسانوں کے درمیان فاصلہ قرار دیا گیا۔ اب تک ۵۸ لاکھ افراد اس کا شکار ہو چکے ہیں۔ مرنے والوں کی تعداد تین لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ اس وبا نے ساری دنیا کو ایک نادیدہ خوف میں مبتلا کر رکھا ہے۔ انسان اپنے ہم جنس سے خوفزدہ ہے۔ نقاب پوش دنیا بے چہرگی کا شکار ہے۔ وبائی دور میں سماجی رویوں نے انسان کے دل و دماغ پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ زندگی تبدیل ہو رہی ہے۔ مستقبل قریب میں "وبا کے بعد" کا منظرنامہ مختلف سماجی و نفسیاتی خدوخال کی تصویر ہے۔

موج غزل ادبی فورم نے وبائی دور میں لاک ڈاؤن اور سماجی فاصلے کا شکار اہل ادب کو عصری شعور کے اظہار کا موقع فراہم کیا ہے۔ اس سلسلے میں گذشتہ مشاعروں میں کرونا کے عنوان پر نظم رنگ اور وبا میں دعائیہ نظم رنگ اور اصناف سخن رنگ میں شہر آشوب رنگ پیش کیا ہے۔ منفرد ردیف رنگ "وبا کے بعد" بھی اس وبائی دور کے تاثرات اور احساسات پر مشتمل ہے۔ جس میں وبا کے بعد کے عالمی منظرنامے کے خدوخال واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نظم و غزل کے پیرائے میں اہل موج غزل نے بھرپور عصری منظرنگاری کی ہے اور بدلتے ہوئے انسانی اور سماجی رویے بیان کیے ہیں۔ ہر قلم کار نے اپنے منصب کا حق ادا کرتے ہوئے زندہ ادب تخلیق کیا ہے۔ یہ تخلیقات نہ صرف وبائی دور کی منظوم تاریخ ہیں بلکہ حرف آئندہ کا پیش خیمہ ہیں۔

زیر نظر برقی کتاب بہ عنوان "وبا کے بعد" پیش خدمت ہے۔ اس میں موج غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۲۱۴ میں کہا گیا کلام شامل ہے۔ اس شاندار مشاعرے کی کامیابی میں تمام انتظامیہ اور شعرائے کرام کا مثالی کردار ہے۔ میں سب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے سپاس گزار ہوں۔

اللہ تمام انسانیت، اہل اسلام اور اہل پاکستان کو اس وبا سے محفوظ فرمائے اور اپنی امان میں رکھے۔ آمین

امید ہے موج غزل کی ایک اور تخلیقی کاوش سند قبولیت پائے گی۔ اللہ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

نائمہ علی عنبر
بانی منتظم موج غزل ادبی فورم

اشتیاق ساحلؔ

ہمت نہ اپنی ہار خدارا وبا کے بعد
جو ہوگا اچھا ہوگا ہمارا وبا کے بعد

فضل خدا سے دیکھنا وہ دن بھی آئے گا
ہم لوگ پھر ملیں گے دوبارا وبا کے بعد

موجِ بلا کا زور تو ٹوٹے گا ایک دن
کشتی کو بھی ملے گا کنارا وبا کے بعد

جو کچھ بچا تھا ختم ہوا لاک ڈاون میں
فاقہ کشی پہ ہوگا گزارا وبا کے بعد

مدت کے بعد ان کو جو دیکھا ہے بام پر
چمکا مری امید کا تارا وبا کے بعد

بچ کر نکل گیا تھا وبا کی گرفت سے
مجھ کو کسی کے عشق نے مارا وبا کے بعد

ساحلؔ یہ سوچ کر ہی مرا دل اداس ہے
دنیا کا ہوگا کیسا نظارہ وبا کے بعد

ارسلان اللہ خان

بہت عجیب ہے سارا سماں وبا کے بعد
کوئی کہاں تو کوئی ہے کہاں وبا کے بعد

دکھایا خوب یہ منظر بشر کو قدرت نے
بہت ہی صاف ہے سارا جہاں وبا کے بعد

خدایا سب کو بچالے تو اس وبا سے اب
کہ کتنے لوگ پھنسے ناگہاں وبا کے بعد

فرعونِ وقت جو خود کو خدا سمجھتے تھے
چھپے ہوئے ہیں نجانے کہاں وبا کے بعد

جو کہہ رہے تھے کہ ہم ہی ہیں بس سپر پاور
گھروں میں قید ہیں وہ شاہ جہاں وبا کے بعد

کبھی کو شوق ہوا پاک صاف رہنے کا
نظر یہ آئیں ہمیں خوبیاں وبا کے بعد

نہ جس کے پاس تھا فرصت کا ایک بھی لمحہ
ہے اس کے وقت کا سارا زیاں وبا کے بعد

خدا نے جس کو دی توفیق اپنی اصلاح کی
سدھر ہی جائے گا وہ ارسلاں ، وبا کے بعد

جمیل حیدر عقیل

ویراں رہیں گے شہر کے منظر وبا کے بعد
جاری رہے گا عرصۂ محشر وبا کے بعد

لے گا یہ قہر سب کو ہی اپنی لپیٹ میں
صاحب بڑھے گا بھوک کا چکر وبا کے بعد

پہلے ہی اس کے ہجر نے پاگل تھا کر دیا
آئے گا یاد اور ستمگر وبا کے بعد

اک دوسرے کو دیکھنا ہو گا نصیب پھر
کھل جائیں گے امید ہے سب در وبا کے بعد

دستِ اجل ہے جس طرح اپنے عروج پر
تعمیر ہوں گے کتنے نئے گھر وبا کے بعد

دنیا کے سب طبیب تفکر میں ہیں ابھی
آئیں گے زخم سینے رفوگر وبا کے بعد

جس نے جہاں تباہ کیا آخر وہ کون ہے
ہو گا نہ مسخ لاشۂ بے سر وبا کے بعد

جیا قریشی

کچھ اور اب کے ہوں گی ہوائیں وبا کے بعد
سر آ پڑیں گی کتنی بلائیں وبا کے بعد

آخر یہ ساعتیں بھی گزر جائیں گی بخیر
آئیں گی اپنے کام دعائیں وبا کے بعد

یہ فاصلہ مٹے تو ترے پاس آئیں ہم
مل کر تجھے گلے سے لگائیں وبا کے بعد

کیوں پھر رہے ہیں لوگ پریشاں جواب دو
پائے گا کون کون سزائیں وبا کے بعد

بے چارگی میں کوئی مسیحا نہ بن سکا
ایجاد اور ہوں گی دوائیں وبا کے بعد

قدرت نے امتحان میں جینا سکھا دیا
کچھ کم جہاں میں ہوں گی خطائیں وبا کے بعد

یارب ہمارے حال پر رحمت کا در کھلے
یہ لوگ اپنا رزق کمائیں وبا کے بعد

کس کس نے اپنا چاک گریباں رفو کیا
دیکھیں گے سب کتر کے قبائیں وبا کے بعد

اک خوف ذہن و دل پہ مسلط کیا گیا
ڈرتے ہوئے نہ ہاتھ ملائیں وبا کے بعد

کیسے کہوں غزل کہ جیا دل اداس ہے
بے لطف سی ہیں ساری ادائیں وبا کے بعد

خمارؔ دہلوی

بے قابو ہوگی بھوک کی شدت وبا کے بعد
ٹوٹے گی مفلسوں پہ قیامت وبا کے بعد

حالانکہ کم نہیں ہے پریشانی آج بھی
ہوگی خراب اور بھی حالت وبا کے بعد

چندہ کریں گے ٹیکس کا قانون لائیں گے
بدلے گی رنگ کیا کیا سیاست وبا کے بعد

شیطانی مارکیٹ میں انسانی خون کی
گھٹ جائے گی کچھ اور بھی قیمت وبا کے بعد

بھوکا پیاسا چھوڑا گیا ان کے حال پر
بھولیں گے کیسے لوگ یہ زحمت وبا کے بعد

برسوں رہیں گے زیرِ اثر اس کے آپ، ہم
جلدی نہ مل سکے گی سہولت وبا کے بعد

گروی انا پرستوں کو روٹی کے واسطے
رکھنی پڑے گی عزت و غیرت وبا کے بعد

خمارؔ دہلوی

ہو گا وبالِ جاں میں اضافہ وبا کے بعد
انسانیت بنے گی تماشہ وبا کے بعد

ہر لمحہ مفلسوں کا تمسخر اڑائے گا
سونے سے ہوگا قیمتی لقمہ وبا کے بعد

بچوں کی بھوک پیاس مٹانے کیواسطے
نیلام ہوگا ماں کا دوپٹہ وبا کے بعد

ہوگا کچھ ایسے دامنِ تہذیب تار تار
سڑکوں پہ ہوگا خون خرابہ وبا کے بعد

گزری ہے کیسے خوف کے سائے میں زندگی
بوڑھے بیاں کریں گے یہ قصہ وبا کے بعد

بچ بھی گئے تو ہم سے وہ دیکھا نہ جائے گا
ہوگا جو دل خراش نظارہ وبا کے بعد

جینا پڑے گا وقت سے لڑتے ہوئے خمارؔ
ممکن نہ ہوگا کوئی افاقہ وبا کے بعد

خورشید عالم خورشید

مشکل میں آ گئی ہے یہ دنیا وبا کے بعد
غربت بڑھی ہے بخدا ہر جا وبا کے بعد

کس کل یہ اونٹ بیٹھے گا واقف نہیں کوئی
مشکل سے ہو گا سامنا واللہ وبا کے بعد

منہ اوندھے گر گئے، تھا جنہیں زعم علم پر
یاد آیا آج اُن کو بھی اللہ وبا کے بعد

سازش ہے اس کے پیچھے، کوئی راز ہے چھپا
اک دن تو راز یہ بھی کھلے گا وبا کے بعد

غربت کے ساتھ ساتھ ہی خورشید اور بھی
فتنے اُٹھیں گے دیکھنا کیا کیا وبا کے بعد

دلشاد نسیم

بڑھ جائیں گے جہاں کے مسائل وبا کے بعد
گھٹ جائیں گے جہاں میں وسائل وبا کے بعد

ہے قربتوں میں تیری ملاوٹ وبائی سی
یہ خوف ہو سکے گا نہ زائل وبا کے بعد

فی الحال فاصلے پہ تعلق بحال رکھ
دیکھیں گے تیرے پیار کی فائل وبا کے بعد

ہم نے بھی ایک ہجر گزارا ہے کرب میں
کر لیں گے اہل درد کو قائل وبا کے بعد

دھڑکن میں گونجتی ہے محبت رچی ہوئی
دل دیکھتے ہیں کس پہ ہو مائل وبا کے بعد

وہ اہل دل، خلوص کے طالب کہاں گئے؟
ڈھونڈیں گے لوگ شہر میں سائل وبا کے بعد

ہائے! وبا میں زندگی چہرہ بدل گئی
کیسے سجے گی حور شمائل وبا کے بعد

دلشاد کتنے خواب لپٹ کر منائیں گے
خود سے ملیں گے، ہوں گے حمائل وبا کے بعد

ذہینہ صدیقی

ماحول سازگار ہو شاید وبا کے بعد
ہر چیز خوشگوار ہو شاید وبا کے بعد

چھائی ہوئی ہے فصلِ خزاں آج چار سو
پھر ہر طرف بہار ہو شاید وبا کے بعد

نفرت سے دیکھتا ہے ہر انسان آج کل
کل پیار پیار پیار ہو شاید وبا کے بعد

ہر رات تیرگی میں بسر ہو رہی ہے اب
ہر صبح شاندار ہو شاید وبا کے بعد

زندہ ہیں اس امید پہ ہم اہلِ عشق اب
قُربت ہو وصلِ یار ہو شاید وبا کے بعد

کوئی نہیں کسی کا یہاں آجکل مگر
کوئی تو غم گسار ہو شاید وبا کے بعد

چھینا ہے جس نے آج ذہینہؔ ترا قرار
کل وہ بھی بیقرار ہو شاید وبا کے بعد

راناعبدالدیان

کیا ہو گا پھر سے ممکن سنبھلنا وبا کے بعد
خوش آئے گا کیا اُس کو بھلانا وبا کے بعد

اُف جو نمازیں ہم قضا ہو کے رہ گئیں
کیا ہوں گی پھر قضا وہ دوبارہ وبا کے بعد

چھوٹے نہ پاپ ہم سے وبا کے دنوں میں بھی
کیا ہو گا ہم سے راضی خدایا وبا کے بعد

چھینا ہے پیار مجھ سے مرا اس وبا نے بھی
کوئی بنے گا میرا سہارا وبا کے بعد؟

ہائے وبا نے ان کو تو مفلس ہی کر دیا
غرباء کا کیسے ہو گا گزارا وبا کے بعد

دنیا نڈھال ہو گئی پہلے وباؤں سے
قسمت میں کیا رہے گا خسارا وبا کے بعد

رزّاق تحسین

ٹوٹا ہوا ہے دل بھی یہ کیسی وبا کے بعد
دیکھا نہیں وہ چہرۂ ہنستی وبا کے بعد

تاحال فاصلوں کو مٹایا نہ جا سکا
نفرت ہے کیسی دوستا جاتی وبا کے بعد

جب گلستاں میں خار برستے ہوں ہر طرف
خوشبو ملے گی کس طرح بھینی ، وبا کے بعد

قربت ملے کہ وصل کا موسم بہار ہو
تنہائیاں نہ آئیں پھر ایسی وبا کے بعد

رزّاق دیکھنا ہے محبت کا وہ جہاں
جس میں کھلیں گے پھول گلابی وبا کے بعد

روبینہ شاہین بینا

کرونا بھی
چھری کی دھار جیسا ہے
جو اس کی زد میں آجائے
اُسے تو پھر کفن بھی مل نہیں پائے
ستمگر سا ستمگر ہے
بدن کو ہی نہیں کاٹے
یہ روحوں کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے
کبھی ہیں خوف کے آرے
کبھی یہ فرقتوں کی موت مارے
بے دھڑک دندناتا پھرتا ہے
مگر میں سوچتی ہوں
کہ وبا کے بعد کیا ہوگا
جو مٹی ہو چکے اُن کا نہیں ہے مسئلہ
لیکن جو مر کر بھی نہ مر پائے
وہ زندہ کس طرح ہوں گے؟

سیّدہ منور جہاں منوؔر

کس درجہ خستہ حال ہوئی ہوں وبا کے بعد
حیرت سے آئینوں کو تکی ہوں وبا کے بعد

سب کچھ اجڑ گیا تھا زمانہ گواہ ہے
فضلِ خدا سے پھر میں بسی ہوں وبا کے بعد

یہ بھی کہو کہ وجۂ حیرت سے کم نہیں
معشوق سے دوبارہ ملی ہوں وبا کے بعد

آلام و غم کے ساتھ رہی اتنی دن مگر
تصویرِ اب خوشی کی بنی ہوں وبا کے بعد

پژمردہ لب کو بھی میرے اس کی خبر نہیں
کتنے دِنوں کے بعد ہنسی ہوں وبا کے بعد

تسکین دل کے واسطے جی بھر کے دیکھ لے
تیرے لیے میں آج سجی ہوں وبا کے بعد

گھر میں تھی قیدیوں کی طرح اتنے روز سے
تازہ ہوا میں پھر سے چلی ہوں وبا کے بعد

تیرے فراق میں اے منوؔر تھیں سوزشیں
میں مثلِ شمع اور جلی ہوں وبا کے بعد

شاہیںؔ ابرو

یہ مَیں بھی عید اب اپنی مناؤں گا وبا کے بعد
تمھیں میں اپنے آنگن میں بلاؤں گا وبا کے بعد

ابھی تو شہر میرے کی ہوا مسموم لگتی ہے
سجے گا شہر پھر میرا، سجاؤں گا وبا کے بعد

بہاریں بھی یہ آئیں گی چمن میں پھول نکھریں گے
چمن میں پھول پھر سے مَیں اُگاؤں گا وبا کے بعد

مرے غم تو نہیں اتنے ہیں جتنے غم غریبوں کے
مرے دل میں ہے غم جتنا سناؤں گا وبا کے بعد

مرے دل میں جو تیرے پیار کا یہ دیپ جلتا ہے
ہُوا مدھم ہے پھر سے یہ جلاؤں گا وبا کے بعد

مرا اس عید پر ملنے کا تم سے جو یہ وعدہ تھا
وہ وعدہ یاد ہے مجھ کو، نبھاؤں گا وبا کے بعد

اگر ہے زندگی باقی ملیں گے پھر سے ہم شاہیںؔ
مرے تم منتظر رہنا میں آؤں گا وبا کے بعد

شہناؔز رضوی

ہو گا نہ جانے کیسا تماشا وباء کے بعد
کر پائے گا کوئی کیا تمنا وباء کے بعد

رنگینئ حیات وباء نے مٹا ہی دی
ہونا ہے اور دیکھیے کیا کیا وباء کے بعد

مٹ جائے ظلمتوں کا خدارا یہ سلسلہ
ہو کاش ہر طرف ہی اُجالا وباء کے بعد

نفرت کا خاتمہ ہو خدا! سب دُعا کرو
پھر سے رواں ہو پیار کا دریا وباء کے بعد

اِک دوسرے کے ساتھ ملیں اور ملائیں ہاتھ
تنہا نہ ہو کوئی بھی خدارا وباء کے بعد

ٹل جائے ارضِ پاک سے یہ گردشِ وبا
درپیش ہو کوئی بھی نہ خطرہ وباء کے بعد

شہناؔز اب خزاں کا گزر بھی نہ ہو کبھی
قائم رہے بہار کا سایہ وباء کے بعد

صادقؔ انور اثری نذیری

دیکھیں گے مڑ کے ہم بھی دوبارہ وبا کے بعد
برباد گلستاں کا نظارہ وبا کے بعد

طوفان ہے وبا کا بہت تیز ملک میں
کیا کیا بچا ہے دیکھو ہمارا وبا کے بعد

اپنا ہے کون میرا پرایا میرا ہے کون
بنتا ہے کون میرا سہارا وبا کے بعد

تاریکیاں ہی پھیلی تھی ہر گام شہر میں
اے کاش پھیل جائے اجالا وبا کے بعد

جو بھی لٹا ہے میرا وہ مل جائے پھر مجھے
حالات ٹھیک ہو یہ خدارا وبا کے بعد

احصا کروں گا میں بھی دن و رات بیٹھ کر
کتنا ہوا ہے میرا خسارہ وبا کے بعد

انوؔر خدا کا شکر ہے محفوظ ہوں مگر
کیسے کروں گا میں بھی گزارا وبا کے بعد

صوفی بستوی

نہیں ہیں عید کی خوشیاں نہیں ہیں پیار کی باتیں
عجب مشکل میں ہے جیون
اسے کیسے سنبھالوں میں؟؟
مسلسل درد کے لمحات بڑھتے جا رہے ہیں اب
وبا ہے، وائرس ہے
یا ہے
کوئی درد کا لشکر؟؟؟
نہیں شاید جواباتِ بلائے ناگہانی ہے
سبھی میری طرح ہی درد کے مارے ہیں
کیا بولوں؟
مقدر سب کا ہے اب داخلِ زنداں
سبھی اب سوچتے ہیں
کہ
وبا سے پہلے کیا تھا!
اور وبا کے بعد کیا ہوگا؟

ضیاء شہزاد

کیسا بدل گیا ہے زمانہ وبا کے بعد
اب اجنبی ہے رشتہ پرانا وبا کے بعد

ڈرتا ہے آدمی سے یہاں آج آدمی
سب رک گیا ہے ملنا ملانا وبا کے بعد

چونک اٹھتے ہیں جو گھر کی کبھی بیل بج اٹھے
لگتا ہے آنے والا دوانہ وبا کے بعد

دنیا پہ اب کورونا کا قبضہ ہے ان دنوں
ہم جیسوں کا نہیں ہے ٹھکانہ وبا کے بعد

اب عاشقی کا دھیان بھی آتا نہیں ہمیں
سب ختم ہو گیا ہے فسانہ وبا کے بعد

رعنائیاں غزل کی اچانک پڑی ہیں ماند
بیکار ہے وہ طرز پرانا وبا کے بعد

گھر سے نہ نکلے کوئی بھی اب حکم ہے یہی
مدت سے گھر بنا ہے ٹھکانہ وبا کے بعد

رستے پہ دیں کے ہم سے گنہ گار آ گئے
ہے کام گھر کو دیں پہ چلانا وبا کے بعد

شہزاد زندگی کا بھروسہ نہیں رہا
اب جینے کا نہیں ہے زمانہ وبا کے بعد

طالبؔ صدیقی

رکھو یقیں ملیں گے دوبارہ وبا کے بعد
ہوگا اگر اشارہ تمہارا وبا کے بعد

لگنے لگا وہ اور بھی پیارا وبا کے بعد
جب اپنے گیسوؤں کو سنوارا وبا کے بعد

جو خود ہی دے رہا ہے مصیبت میں امتحاں
کیا امتحاں وہ لے گا ہمارا وبا کے بعد

کہتی ہیں گلستان کے پھولوں سے بلبلیں
اپنا ہی بس رہے گا اجارہ وبا کے بعد

اے شوقِ دید صبر سے کچھ اور کام لے
تو بھی کرے گا اُن کا نظارہ وبا کے بعد

جو کچھ وبا نے چھین لیا مجھ سے دفعتاً
رہ جائے گا وہ یاد خسارہ وبا کے بعد

طالبؔ میاں یہ وقتِ پریشاں ہے، کاٹ لو
کرنا خوشی سے اپنا گزارا وبا کے بعد

علیم اسرارؔ

عید آتی اگر وبا کے بعد

ہم جو پاتے خبر وبا کے بعد
دوڑتی رہ گزر وبا کے بعد
یوں نہ ہوتی بسر وبا کے بعد
کرنے لگتے سفر وبا کے بعد
ہوتے ہم معتبر وبا کے بعد
عید آتی اگر وبا کے بعد

زندگی مسکرانے لگ جاتی
بول میٹھے سنانے لگ جاتی
روشنی جھلملانے لگ جاتی
بے بسی گنگنانے لگ جاتی
خوب کھلتے شجر وبا کے بعد
عید آتی اگر وبا کے بعد

سارے قصے شمار کرتے ہم
رت خزاں کی بہار کرتے ہم
اپنوں کا اعتبار کرتے ہم
سادگی اختیار کرتے ہم
ملتے باہم بشر وبا کے بعد
عید آتی اگر وبا کے بعد

کرتے حسن و جمال کی باتیں
درج کرتے کمال کی باتیں
رات دن ماہ و سال کی باتیں
ہجر فرقت وصال کی باتیں
ملتے بارِ دگر وبا کے بعد
عید آتی اگر وبا کے بعد

فہد علی عزیزؔی

بیمار ہو گیا ہے مسیحا وبا کے بعد
دوبھر ہوا مریض کا جینا وبا کے بعد

بحرِ غمِ معاش میں ڈوبا ہے نا خدا
اور ڈگمگا رہا ہے سفینہ وبا کے بعد

کچھ اس طرح سماج میں پھیلے ہیں فاصلے
ہر شخص ہو گیا ہے اکیلا وبا کے بعد

حدت سے جس کی ختم وبا کا وجود ہو
سورج ابھی تلک وہ نہ نکلا وبا کے بعد

حیران ہوں یہ موت اور آقاﷺ کے امتی؟
تربت نصیب ہے نہ جنازہ وبا کے بعد

ایمانِ غیب پختہ ہے مومن کا آج بھی
معلوم یہ ہوا ہے کرونا وبا کے بعد

ایسے گرے کہ ٹوٹ کے ہم چور ہو گئے
مشکل ہوا عزیزؔی سنبھلنا وبا کے بعد

مبارک رضا نازؔ

کیا بتائیں کیسی ہے زندگی وبا کے بعد
پھیکی پھیکی لگتی ہے ہر خوشی وبا کے بعد

دل جگر فسردہ ہیں اور عقل حیراں ہے
کس قدر پریشاں ہے آدمی وبا کے بعد

کوئی کیا کرے آخر ہر طرف ہے مایوسی
چارہ گر کی دیکھی ہے بے بسی وبا کے بعد

بندشوں حصاروں کا خوف ہے تو بس اتنا
بڑھ نہ جائے پھر ان کی بے رخی وبا کے بعد

غور تو کرو صاحب ایک المیہ ہے یہ
بڑھ رہی ہے دنیا میں بھکمری وبا کے بعد

غم کہیں بھلا اس کو یا خوشی ہی کہ ڈالیں
سر پہ آ گئی اب کے عید بھی وبا کے بعد

نازؔ اب تخیل پر کس نے کر لیا قبضہ
بدلی بدلی لگتی ہے شاعری وبا کے بعد

منور پاشا ساحل تماپوری

پھیلے گا خوف چارسو دیکھو وبا کے بعد
سیلاب آہی جائے گا سمجھو وبا کے بعد

منظر تمام دشت و صحرا بنیں گے تم
کاغذ پہ لکھ کے آج یہ رکھو! وبا کے بعد

اپنے پرائے خون کے رشتے بھی اے! جناب
ہیں کس قدر عزیز یہ پرکھو وبا کے بعد

صحت نصیب لوگ بھی یکدم جہان میں
مشکوک ہو ہی جائیں گے سمجھو وبا کے بعد

جتنا کباڑ جوڑ کے رکھے ہو ان دنوں
اس کو پڑے گا پھینکنا دیکھو وبا کے بعد

ناپید ہوں گی ساری سماجی روایتیں
ان پر کوئی کتاب ہی لکھو وبا کے بعد

ساحلؔ اسے عذاب تو کہتا ہے کس طرح
کیا ہے وبا دکھائے گی دیکھو وبا کے بعد

نادیہ سحر

وبا کے بعد

زندگی ضروری ہے، آگہی ضروری ہے
اِن اندھیری راتوں میں روشنی ضروری ہے
وقت کا تقاضہ ہے اب یہی ضروری ہے
احتیاط لازم ہے محفلیں سجانے سے
اب گریز لازم ہے ہاتھ بھی ملانے سے
جس قدر بھی ممکن ہو اپنے ہاتھ ہم دھوئیں
فائدہ نہیں ہوگا، بعد میں اگر روئیں
گوشہ گیر ہو جائیں مت یہ راحتیں کھوئیں
احتیاط لازم ہے ملنے اور ملانے سے
احتیاط لازم ہے اب گلے لگانے سے
آپکے تعاون سے اس بلا کو ٹلنا ہے
صبحِ نو کے سورج کو جلد ہی نکلنا ہے
دین کے اصولوں پر ہر کسی کو چلنا ہے
لوٹ آئے گی رونق اس بلا کے جانے سے
ہر پرندہ نکلے گا اپنے آشیانے سے

نادیہ سحر

دید ہو گی تری وبا کے بعد
عید ہو گی مری وبا کے بعد
کب نظر میں گلاب مہکیں گے
کب کھلے گی کلی وبا کے بعد
دل کی خواہش ابھی ادھوری ہے
آرزو رہ گئی وبا کے بعد
ساتھ تیرا خدا سے مانگا ہے
اک نئی زندگی وبا کے بعد
مار ڈالے نہ تیرگی غم کی
چاہیے ! روشنی وبا کے بعد
حد سے زیادہ تجھے محبت دی
رہ نہ جائے کمی وبا کے بعد
دل کی خواہش تمام ہو جائے
ہم سنیں ، ان کہی وبا کے بعد
ہم قرنطینگی سے نکلیں گے
وصل کی ہے گھڑی وبا کے بعد
کاش جانِ سحر ! سنائی دے
لو سحر ہو گئی وبا کے بعد
ہجر لکھنا سحر قیامت ہے
ہو گی اب شاعری وبا کے بعد

نوید ظفر کیانی

دور ہو سکیں گی کیا دُوریاں وبا کے بعد
کون کھولے گا دل کی کنڈیاں وبا کے بعد
آج سرخ آندھی کا قہر بن کر آیا ہے
زار زار روئے گا آسماں وبا کے بعد
آج تو مناظر نے فیس ماسک پہنے ہیں
کچھ نہ کچھ دکھائے گا ہر نشاں وبا کے بعد
آج تو نگاہوں پر گرد ہے گمانوں کی
خوں رُلائے گی یادِ رفتگاں وبا کے بعد
کون اپنے صدموں کی گرد میں کھو جائے گا
کون جائے گا کوئے دلبراں وبا کے بعد
کون آئے گا آخر کس سے تعزیت کرنے
ہم جو نہ رہے اپنے درمیاں وبا کے بعد
کون کس سے پوچھے گا کوئی کیا بتائے گا
شہر ہو گا مجمع بے زباں وبا کے بعد
ایک آزمائش ہے اپنے جینے مرنے کی
ایک دینا ہے ہم نے امتحاں وبا کے بعد
ممکنہ بلاؤں سے خود کو آزمائیں گے
پھر نئی بسائیں گے بستیاں وبا کے بعد
موجۂ فنا کیا آئی شہر بھر سے ہو آیا
ڈھونڈتی ہیں کیا آخر بجلیاں وبا کے بعد

نوید ظفر کیانی

دیکھنا مقابر کی تختیاں وبا کے بعد
کیا سنایا کرتی ہیں داستاں وبا کے بعد

جنگ گاہِ ہستی سے کون سرخرو آیا
قبر بن گیا کس کا آشیاں وبا کے بعد

ہم سے اپنے قدموں سے بھی اُٹھا نہیں جاتا
کس لئے بلاتی ہے کہکشاں وبا کے بعد

حادثوں کے شب خوں نے توڑ پھوڑ ڈالا ہے
کس طرح چلے گا یہ کارواں وبا کے بعد

وہ عذاب کاٹے ہیں جو کبھی نہ بن پائے
میر کے یا غالب کے میہماں وبا کے بعد

گردِ بادِ طوفاں کی زد میں آ گئی دنیا
چاہیئے اِس ناؤ کو بادباں، وبا کے بعد

جس میں ہم مقفل تھے لاک ڈاؤن سے پہلے
ڈھونڈتی ہیں اُس گھر کی چابیاں وبا کے بعد

کچھ پتہ نہیں چلتا دامن و گریباں کا
ہاتھ میں بہت سی ہیں دھجیاں وبا کے بعد

لگ رہا ہے کیوں ہم کو اب ظفر ہو جائے گا
ہجر کا قرنطینہ جاوداں وبا کے بعد

نوید ظفر کیانی

شفا نہ پا سکے گا شوقِ شر وبا کے بعد بھی
وباؤں کا بنا رہوں گا گھر وبا کے بعد بھی

خرابیِ ہزار بھی نہ توڑ پائے گی مجھے
میں جینے کا جو سیکھ لوں ہنر وبا کے بعد بھی

بدن بدر تو ہو گئی تھی آزمائشِ کہن
رہا ہوں امتحان میں مگر وبا کے بعد بھی

کچھ ایسا زہر تھا ہواؤں میں نمو نہ پا سکے
شجر شجر پہ چھاؤں کے ثمر وبا کے بعد بھی

مصافحوں معانقوں کی حسرتیں نہ جائیں گی
نکل نہ پائیں گے دلوں سے ڈر وبا کے بعد بھی

کسی طرح بھی روح سے سفر کی گرد جھاڑ دے
کہ زندگی تو کرنی ہے بسر وبا کے بعد بھی

یہ وحشتِ آوارگی خراب کر نہ دے تجھے
بہت پھرا نہ کر اِدھر اُدھر وبا کے بعد بھی

رُکے گا کیسے برشگال رفتگاں کی یاد کا
گلابی ہی رہے گی چشمِ تر وبا کے بعد بھی

سماجی فاصلے تو جیسے ظرف میں سما گئے
ملا نہ میں تو خود سے بھی ظفر وبا کے بعد بھی

نوید ظفر کیانی

وہ خاک آئیں گے ہمیں نظر وبا کے بعد بھی
نقاب میں رہیں گے فتنہ گر وبا کے بعد بھی

میانِ جن و بھوت ہی بنانا ہو گا مستقر
رہا جو شہر صورتِ کھنڈر وبا کے بعد بھی

وہ میری فاتحہ کے واسطے بھی آ نہ پائیں گے
کچھ ایسا پڑ گیا دلوں میں ڈر وبا کے بعد بھی

وبا سے قبل بھی ڈراتی تھی، سو کاٹ کھائے گی
نیوز چینلوں کی ہر خبر وبا کے بعد بھی

توقعات وصل کی بجا مگر کرو گے کیا؟
اگر گئی نہ وہ "اگر مگر" وبا کے بعد بھی

رہے گا آسمان بوس قیمتوں کا بانکپن
نہ ہوگا "ش" کے بھاؤ میں ثمر وبا کے بعد بھی

فراغتِ وباء نے جس کو پال کے بڑا کیا
وہ توند ہی ہے بدن بدر وبا کے بعد بھی

اگر یہ دھوپ کی وجہ سے تھا (وہ جیسا کہتے ہیں)
تو سانولا ہی کیوں رہا کلر وبا کے بعد بھی

یہ جان لیں کہ آپ کو کرونا جانتے ہیں وہ
ملیں لگا کے سینیٹائزر وبا کے بعد بھی

وہ عادی ہو کے رہ گئے ہیں، تخلیہ نہ چھوڑیں گے
سو تاڑ میں نہ آئیں گے ظفر وبا کے بعد بھی

ہاشم علی خان ہمدمؔ

کس طرح گزاریں گے زندگی وبا کے بعد
ہم کہاں سے لائیں گے روشنی وبا کے بعد

ہم نے خود اسیری میں، بس خدا کو دیکھا ہے
ہم پہ لازمی ٹھہری بندگی وبا کے بعد

وصل بھی وبا ٹھہرا، لمس بھی قضا ٹھہرا
فاصلہ ضروری ہے ہجر کی وبا کے بعد

حجلۂ اداسی میں دل جلا کے زندہ ہے
یہ دیا مٹائے گا تیرگی وبا کے بعد

خوف کی گپھاؤں میں دفن کتنے مصرعے ہیں؟
حرف سے عیاں ہو گی آگہی وبا کے بعد

حبس کی فضاؤں میں کچھ ہوا تو رہنے دو
خشک پھول مانگیں گے تازگی وبا کے بعد

دام کھل نہ پائے گا وقت کے اسیروں سے
اور بڑھتی جائے گی بے بسی وبا کے بعد

گھر سے ہم نکلتے ہی لقمۂ انا ہوں گے
ہائے! یاد آئے گی بے خودی وبا کے بعد

سن رہے ہیں، خود سے ہی معرکہ بپا ہو گا
کیا کوئی نبھائے گا؟ دشمنی وبا کے بعد

لوگ کہہ رہے ہوں گے زندگی نہیں بدلی
جو وبا سے پہلے تھی ہے وہی وبا کے بعد

چاند بھی اکیلا ہے، رات بھی اکیلی ہے
جھیل میں نہائے گی جل پری وبا کے بعد

شہر کے غزالوں پر بند ہیں دریچے بھی
دشت زاد کھولیں گے ہر گلی وبا کے بعد

اب تو خیر گلشن میں وحشتوں کا موسم ہے
پھول میں ڈھلی ہو گی ہر کلی وبا کے بعد

چھیلتے ہی جائیں گے جسم وقت کے ناخن
کیا سے کیا بنا دے گی بے کلی وبا کے بعد

قاف کی فضاؤں میں اڑ رہی ہے صدیوں سے
ہم سے ملنے آئے گی وہ پری وبا کے بعد

بے نقاب چہروں میں کون؟ کس کو ڈھونڈے گا؟
کون کون ٹھہرے گا؟ اجنبی وبا کے بعد

یہ رپورتاژ ہے وحشتی قبیلے کی
لوگ آ کے دیکھیں گے ڈائری وبا کے بعد

کرب ناک منظر نے آئنہ دکھایا ہے
کتنی خوب رو ہو گی سادگی وبا کے بعد

اور ہی فضا ہو گی، اور ہی ہوا ہو گی
کس جہان جائے گا آدمی وبا کے بعد

آ تجھے دکھائیں گے راستہ محبت کا
کس کے ٹھہرے گی ہم رہی وبا کے بعد

فرصت میسر کو کیوں نہ زندگی کر لیں
کچھ تو کام آئے گی یہ گھڑی وبا کے بعد

جو بھی آپ نے دیکھا، آئنہ سجا دیکھا
مرشدی! خدا حافظ! ان کہی! وبا کے بعد

پھر نئے زمانے کو سحر میں اتارے گا
سن رہے ہیں آئے گا، سامری وبا کے بعد

قہر کی گھڑی ہو گی، روم جل رہا ہو گا
کیا کوئی بجائے گا، بانسری وبا کے بعد

قید سے رہا ہو کر بال و پر سنواریں گے
ہم قفس پرندوں نے ٹھان لی، وبا کے بعد

دل پہ سرد مہری ہے یا خزاں کا عالم ہے
پھر ہری بھری ہو گی یہ مری وبا کے بعد

ہجرتوں کے عادی ہیں شہر چھوڑ جائیں گے
اپنے کام آئے گی بے گھری وبا کے بعد

لوگ سحر میں گم ہیں، کیسی لہر میں گم ہیں
رنگ کیا دکھائے گی ساحری وبا کے بعد

خرچ ہو گئے ہمدم، کرب آگہی میں ہم
حرف آشنا ہو گی، شاعری وبا کے بعد

ہاشم علی خان ہمدمؔ

نئے چراغ جلائیں گے ہم وبا کے بعد
پڑے گا دشت اسیری میں نم وبا کے بعد

وہ کم وصال بھی آ کر گلے لگائے گا
یہ فاصلے بھی کبھی ہوں گے کم وبا کے بعد

جو خرچ ہوتا ہوا وقت ، یاد رکھا گیا
زمانہ روز منائے گا غم ، وبا کے بعد

یہ دوریوں کی اذیت نہیں ، قیامت ہے
کریں گے لوگ محبت بہم وبا کے بعد

نجات پانے لگے یوں اسیر دنیا کے
نہ زندگی کا قضیہ ، نہ غم ، وبا کے بعد

شماریات میں ممکن ہے، بے نشاں ٹھہریں
نہ تم رہو گے جہاں میں نہ ہم، وبا کے بعد

یہ زندگی ہے ، یہاں حوصلہ ضروری ہے
وہی رہے گا جو رکھتا ہے دم، وبا کے بعد

وفا کریں گے، منائیں گے دُوریاں دل کی
ملیں گے، آؤ! اٹھائیں قسم، وبا کے بعد

فضائے جبر میں دریا بھی خشک ہو گئے ہیں
اٹھے گا دشت سے ابر کرم وبا کے بعد

بلا رہا ہے خدا مبتلائے زنداں کو
چلیں گے لوگ بھی سوئے حرم، وبا کے بعد

خود اپنی ذات پہ ہم اعتبار کرنے لگے
خدا کرے کہ رہے یہ بھرم ، وبا کے بعد

یہ سامراج کی چھیڑی ہوئی ہے جنگ، سنو!
پھٹے گا ہم پہ معیشت کا بم ، وبا کے بعد

ابھی غزال مقید ہیں سبز جنگل میں
اٹھے گا دشتِ محبت سے رم ، وبا کے بعد

کیا ہے پینٹ دریچے میں خواب سا چہرہ
دکھائی دیتا رہے صبح دم ، وبا کے بعد

سنا ہے، وقت کے فرعون پر بھی لرزہ ہے
اٹھائے جائیں گے جور و ستم، وبا کے بعد

نہیں نہیں ! یہ زمانہ بدل نہیں سکتا
یہ کیا کہا ؟ کہ مٹیں گے ستم وبا کے بعد

وبا گزید قرنطینگی سے نکلیں گے
بلند ہوں گے وفا کے علم ، وبا کے بعد

یہ نام ، ذات ، قبیلے کبھی نہیں مٹتے
یہ بت بنیں گے دوبارہ صنم ، وبا کے بعد

مدافعت پہ ہی چلتا ہے زندگی کا نظام
تو کیا رہے گا ؟ یہ دم اور خم ، وبا کے بعد

نئی سڑک کے کنارے گلاب ہیں ہمدمؔ
دکھائی دیں گے یہ نقش قدم ، وبا کے بعد

ارسلان اللہ خان

نام ارسلان اللہ خان، تخلص ارسلان / ارسل، تعلیم ایم بی اے، ایم اے اسلامک کلچر۔ پیشہ درس وتدریس ہے۔ حیدرآباد، پاکستان میں رہائش ہے۔ شاعری کی ابتدا ۲۰۰۷ء میں کی۔ اصنافِ سخن میں نظم، غزل، نعت گوئی، منقبت، ہزل، مضمون نگاری، افسانے وغیرہ میں خامہ فرسائی فرماتے ہیں۔ تاحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

ارسلاں مجھ کو گماں ہے کہ کراچی کا غریب   گر کورونا سے بچا، بھوک سے مرجائے گا

ای میل Khanarsalanullah@gmail.com

اشتیاق ساحل

نام محمد اشتیاق، تخلص ساحل، تعلیم انٹر۔ طب کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ رہائش، مقام محمد پور پوسٹ مجھور / ضلع سیتامڑھی (بہار) شہر ارنا کولم کوچین کیرالا انڈیا میں ہے۔ شاعری کی ابتداء ۲۰۱۲ء میں کی۔ غزل لکھنا پسند کرتے ہیں۔ اب تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

بہت عروج پہ جب سے چمک رہا ہوں میں   زمانے بھر کی نظر میں کھٹک رہا ہوں میں

جیاؔ قریشی

نام حمیدہ قریشی، تخلص جیا قریشی تعلیم بی ایس سی، بی ایڈ۔ شعبۂ تعلیم سے وابستہ ہیں۔ اسلام آباد میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری لگ بھگ دس برس سے کر رہی ہیں لیکن اب تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تاہم اتنا کچھ لکھ چکی ہیں کہ کئی کتابیں بن سکتی ہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

کردار زمانے پہ جیاؔ راج کرے گا   عورت ہوں مگر مرد پہ سرداری کروں گی

ای میل jiya.qureshi202@gmail.com

خمارؔ دہلوی

نام الحاج اکرام الدین انصاری، تخلص خمارؔ دہلوی، تعلیم ایم۔اے (اردو)۔ دہلی، بھارت میں رہتے ہیں۔ شاعری کی ابتدا ۱۹۸۱ء میں کی۔ اصنافِ سخن میں حمد، نعت، اور غزل میں لکھنا پسند کرتے ہیں۔ تصنیف فی الحال کوئی نہیں ہے تاہم دو کتابیں ”توصیفِ رسول ﷺ“ اور ”تصویر میرے عہد کی“ جلد متوقع ہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

یارب تو میرے جسم کو ذروں میں بانٹ کر   اُس خاک میں ملا جو مدینے میں جا بسے

ای میل khumardir@gmail.com

دلشاد نسیم

نام دلشاد نسیم، تخلص دلشاد، تعلیم ایم۔اے فلسفہ، سکرپٹ رائٹر ہیں، لاہور میں مقیم ہیں۔ بیشمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں نظموں کا مجموعہ "محبت ایک استعارہ ہے" غزلوں کا مجموعہ "زیرِ لب" جبکہ "ابد کا کنارہ" اور "متاعِ جاں" ناول شامل ہیں۔ افسانوں کا مجموعہ "متاعِ جاں" شائع ہو چکا ہے۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

ہم کہاں ایسے مرنے والے ہیں   اپنے لہجے کی مار مار ہمیں

ای میل dil_nasim@hotmail.com

ذہینہ صدیقی

نام ذہینہ صدیقی، تخلص ذہینہ، انگریزی اور اردو میں ایم۔اے، ایم۔ایڈ ہے، علاوہ ازیں آیوروید رتن، براڈکاسٹنگ اور اینکرنگ کی ٹریننگ، اسکرپٹ رائٹنگ اور ایڈیٹنگ کی ٹریننگ کے کورس کیے ہوئے ہیں۔ ٹیچنگ اور براڈکاسٹنگ کے شعبوں سے وابستہ ہیں۔ رہائش نئی دہلی میں ہے۔ شاعری کی ابتدا نویں کلاس سے ہوئی۔ پسندیدہ اصناف سخن میں غزل، نظم، قطعات، افسانے، کہانیاں وغیرہ شامل ہیں۔ دو شعری مجموعے زیر اشاعت ہیں۔

شہناز رضوی

نام شہناز رضوی، تخلص شہناز، تعلیم گریجویشن، پی آئی اے میں افسر ہیں۔ رہائش شہر کراچی ہے۔ شاعری کی ابتدا محض چودہ برس کی عمر میں کی۔ اصنافِ سخن میں حمد، نعت، منقبت، سلام، مرثیہ، نوحہ، غزل، نظم سبھی پر لکھنا پسند کرتی ہیں۔ ایک شعری مجموعہ "متاعِ جاں" کے نام سے موجود ہے۔ ایک مجموعہ زیرِ طبع ہے۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

صرف ممتا کا جوش تھا ورنہ   آبِ زم زم رواں نہیں ہوتا

مبارک رضا ناز

نام مرزا مبارک رضا، تخلص نازؔ، پنواں پولس اسٹیشن نواب گنج ضلع بریلی شریف میں رہائش پذیر ہیں۔ تعلیم درسِ نظامی ہے۔ شاعری کی ابتدا ۲۰۱۷ء میں کی، اس ضمن میں مفتی ظفر القادری ظفر مرکزی ان کے استاد ہیں۔ اصنافِ سخن میں نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، منقبت، غزل وغیرہ اظہار کا وسیلہ ہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

مصلحت ہے میری خموشی میں!   وہ سمجھتا ہے بے زباں ہوں میں

صوفی بستوی

نام محمد معین الاسلام، تخلص صوفی بستوی، تعلیم ایم اے، بی ایس سی، ایم ڈی ای ایچ، ایل ٹی، ریٹائرڈ پرنسپل ہیں۔ رہائش لکھنؤ، یوپی (انڈیا) میں ہے۔ شاعری کا آغاز ۱۹۸۰ء سے کیا۔ اصناف سخن میں نظم، غزل، قطعہ وغیرہ پسندیدہ ہیں۔ ایک عدد کتاب زیر طبع ہے۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

قدرت نے ہمیں تازہ ہوا بخش دی ورنہ ہر عیش امیروں ہی سے منسوب رہا ہے

ای میل islammoinul827@gmail.com

ضیاء شہزاد

نام ضیاء الدین، قلمی نام ضیاء شہزاد، ۲۷ رجنوری ۱۹۴۲ء کو باول، ہریانہ، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ صحافت میں ایم اے کر رکھا ہے۔ مختلف اخبارات و جرائد سے وابستہ رہے۔ ذاتی روزنامہ قومی اتحاد جاری کیا۔ ماہنامہ "سات رنگ ڈائجسٹ" اور "داستان ڈائجسٹ" کے مدیر رہے۔ ذاتی فلم "دلاری" بنائی، جس کے سکرپٹ رائٹر، ڈائریکٹر اور پروڈیوسر خود تھے۔ بے شمار فلموں کے سکرپٹ اور گیت لکھے۔ مختلف ڈائجسٹوں میں افسانے، قسط وار و مختصر کہانیاں لکھیں۔ ان کی کتابوں میں "یادوں کے اجالے"، "ہجر کا تماشا"، "چاند سا چہرہ" اور "ہجر کے رات دن" شامل ہیں۔ بے شمار کتب زیرِ اشاعت ہیں جن میں حمد و نعت کا مجموعہ، نظموں کا مجموعہ، افسانوں کا مجموعہ "ہمسفر" اور ناول "بدنام" شامل ہیں۔

طالب صدیقی

نام محمد طالب، تخلص طالب صدیقی، ملازمت کرتے ہیں۔ رہائش موضع دھرم پور، پوسٹ نکاسی، ضلع دربھنگہ میں ہے۔ تعلیم بی اے ہے۔ شاعری کا آغاز ۱۹۹۰ء کو کیا۔ اصناف سخن میں غزل، نظم، قطعہ، دوہا، نعت، رباعی بھی پر لکھا۔ شاعری کی ایک کتاب "اہتمام جنوں" شائع ہو چکی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

سچی ایک کہانی لکھ چہروں کی ویرانی لکھ

علیم اسرار

نام شیخ علیم، تخلص اسرار، تعلیم ایم۔ اے، بی ایڈ ہے۔ درس و تدریس کے پیشے سے وابستہ ہیں۔ صوبہ مہاراشٹر (انڈیا) کے شہر ناندیڑ سے تعلق ہے اور وہیں رہائش پذیر ہیں۔ بچپن سے افسانے، کہانیاں، ڈرامے لکھے کچھ نہ کچھ لکھنا عادت رہی۔ بہت کچھ لکھا، پھر ۲۰۱۵ء سے باضابطہ شاعری کا آغاز ہوا۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، نظم، غزل پر خامہ فرسائی کی۔ مجموعۂ کلام بعنوان "بازیچۂ سخن" کا ارادہ ہے۔ نمائندہ شعر ہے۔

حسرت کو دل کی باندھنا آساں نہیں مگر لفظوں میں کھینچ خواب کا منظر اتار دے

ای میل ایڈریس alimned@gmail.com

فہد علی عزیزی

نام فہد علی، تخلص عزیزی، ایم اے اسلامیات/ایم اے عربی کیا ہوا ہے۔ درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ رہائش کراچی میں ہے۔ شاعری کی ابتدا ۲۰۱۶ء میں ہوئی۔ اصناف سخن میں نعت، منقبت، غزل، نظم، قطعات وغیرہ پسندیدہ اصناف ہیں۔ فی الحال کتاب کوئی شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

مفلس کی گدائی کا ہے تریاق کراچی ہے شہر مرا شہرۂ آفاق کراچی

صادق آنور اثری نذیری

نام صادق انور اثری نذیری، تخلص انور، تعلیم عالم دین و متخصص فی الحدیث۔ مدرس ہیں۔ رہائش شہر بہار، ہندوستان ہے۔ شاعری کی ابتداء اپریل ۲۰۲۰ء میں کی۔ اصناف شاعری میں حمد، نعت، غزل، نظم لکھنا پسند کرتے ہیں۔ فی الحال کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

آنور تو گھر سے دور ہے پردیس میں پھنسا بریانی ماں کے ہاتھ کی کھاؤں میں کس طرح

ای میل mdsadiqueanwar95@gmail.com

نوید ظفر کیانی

نام نوید کیانی، تخلص ظفر، تعلیم ایم ایس سی (کمپیوٹر سائنس)، رہائش اسلام آباد میں اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ایک نیم سرکاری ادارے میں ملازمت کر رہے ہیں۔ شاعری کی ابتدا بچپن سے ہوئی۔ پسندیدہ اصناف سخن میں حمد، نعت، غزل، لمرک، ہائیکو، قطعات، انشائیہ، فکاہیہ مضمون، ڈرامہ وغیرہ شامل ہیں۔ شاعری کی بہت سی برقی کتابیں شائع ہو چکی ہیں، جن میں جہانِ دگر، اور بارش ہو، ڈنکے کی چوٹ، ڈھول کا پول، زبان درازیاں، کھری کھری، وگڑ وگڑ وغیرہ شامل ہیں۔

ای میل nzkiani@gmail.com

ہاشم علی خان ہمدم

نام ہاشم علی خان، تخلص ہمدم، تعلیم ایم اے (اردو، انگریزی)، درس و تدریس سے وابستہ ہیں، ایف جی ڈگری کالج واہ کینٹ میں لیکچرار اردو کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ رہائش خودہ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان میں ہے۔ شاعری ۱۹۹۶ء میں کالج دور سے شروع کی۔ اصناف سخن میں حمد، نعت، سلام، منقبت، غزل، نظم، طنز و مزاح پر طبع آزمائی فرما چکے ہیں۔ مختصر شعری مجموعہ "موج غزل" شائع ہو چکا ہے۔ نمائندہ شعر ہے۔

یہ کس نے مجھ پہ محبت کا دم کیا ہوا ہے کہ اپنے آپ سے ملنا بھی کم کیا ہوا ہے

ای میل ایڈریس itshamdam@mail.com

سیّدہ منور جہاں منوؔر

نام سیّدہ منور جہاں زیدی، قلمی نام منور جہاں منور، تعلیم ایم ایس سی، سوشل میڈیکل آفیسر رہ چکی ہیں اور اب ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہی ہیں۔ کینیڈا میں مقیم ہیں۔ شاعری میں خصوصی دلچسپی رکھتی ہیں۔ اصنافِ سخن میں ابلاغ کا محبوب ذریعہ غزل ہے۔ دو کتابیں ''داستان'' اور ''سلسلۂ رنگِ عقیدت'' شائع ہو چکی ہیں۔ مستقل قریب کی متوقع کتابوں میں ''منزلِ عشق''، ''گلہائے رنگ رنگ'' شامل ہیں۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

بہت حسین ہے تیرے خیال کی دنیا　　　جہاں پہ کوئی نہ تھا ہم وہاں بھی ہو آئے

نادیہ سحؔر

نام نادیہ سحر، تخلص سحؔر، تعلیم بی اے، ملتان میں رہائش پذیر ہیں۔ شاعری کی ابتداء ۱۹۹۸ء میں کی جو تا حال پورے زور و شور سے جاری ہے۔ اصنافِ سخن میں حمد، نعت، سلام، منقبت، غزل، نظم، طنز و مزاح میں طبع آزمائی کرتی رہتی ہیں۔ کتاب فی الحال کوئی شائع نہیں ہوئی تاہم ایک شعری مجموعہ زیرِ اشاعت ہے۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

تو نے دُکھتا ہوا دل، اور دُکھا ڈالا ہے　　　ایسے ہوتے ہیں مسیحا؟ یہ مسیحائی ہے؟

ای میل nadiasahar7500@gmail.com

روبینہ شاہین بیناؔ

نام روبینہ شاہین، تخلص بیناؔ، تعلیم ایم اے (معاشیات)، بی ایڈ۔ معلّمہ کے پیشے سے وابستہ رہی ہیں۔ پشتینی تعلق اسلام پورہ جبر، گوجر خان سے ہے تاہم راولپنڈی میں مقیم ہیں۔ شاعری کا باقاعدہ آغاز ۲۰۱۶ء سے کیا۔ زیادہ تر غزلوں پر طبع آزمائی کی ہے۔ طنز و مزاح پر مبنی شاعری ان کا مرغوب مشغلہ ہے۔ ابھی تک کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

تجھے لگ رہا ہے کہ میں کج ادا ہوں　　　مجھے لگ رہا ہے کہ تو ہے مثلث

خورشید عالم خورشیؔد

نام محمد خورشید عالم خان راجپوت بھٹی، تخلص خورشیؔد، تعلیم بی اے۔ تجارت کرتے ہیں۔ رہائش پی این ٹی سوسائٹی کورنگی کراچی میں ہے۔ شاعری کی ابتداء کالج کے زمانے میں کی۔ اصنافِ سخن میں حمد و نعت اور منقبت اظہار کا وسیلہ ہیں۔ ''نورِ خورشید'' کے نام سے ایک تصنیف موجود ہے۔ ان کا نمائندہ شعر ہے۔

اشکوں کی جگہ آنکھ سے جب خون بہا ہے　　　تب جا کے کہیں نعت کا اک شعر ہوا ہے

ای میل khursheedalam257@gmail.com

موجِ غزل کے ماہانہ پروگرام

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام